Al-Azhār
ISSN (Print): 2519-6707
Volume 7, Issue 2(July- December, 2021)

Issue:http: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/17
URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/261
Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i02.261

Title Analytical Study of Biological Evidences (DNA) as Shariah Witnesses and Contemporary Practices

Author (s): Dr. Qaisar Bilal, Dr. Sadiq Ali, Nisar Mehmood

Received on: 29 July, 2021
Accepted on: 29 November, 2021
Published on: 25 December, 2021

Citation: Dr. Qaisar Bilal, Dr. Sadiq Ali, Nisar Mehmood, “"Analytical Study of Biological Evidences (DNA) as Shariah Witnesses and Contemporary Practices ,” Al-Azhār: 7 no, 2 (2021): 343-351

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

بیالوجیکل قرائن کا بطور شرعی شہادات اور معاصرانہ طرز عمل کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Biological Evidences (DNA) as Shariah Witnesses and Contemporary Practices

*ڈاکٹر قیصر بلال
**ڈاکٹر صادق علی
***نثار محمود

Abstract:

Almighty Allah has firm command on entire creation and all universal activities have been following well-founded and grasp of gigantic power of Allah. The study of the nature reflects the fact that tasks have been distributed in a very fine and systematic manner among the creatures as to assure sustainability of operations. The sacred book, Al-Quran has witnesses on it by saying that Sun and Moon engaged in their own orbitals coupled with running of all other mini systems in their own ring roads, kept followed the creator law. There is quite clear understanding of nature phenomenal by analysis of human body and all biological and chemical reactions took place in a single second revealed the power of inventor.

Among these small and complex biological and chemical reactions, Deoxyribonucleic acid (DNA) plays a vital role in transferring of characters from generation to generations. it is genetic information that every parent passes on their biological children. Currently it is considered one of the powerful tool of identification and recognitions along with other biological benefits and positive characters.

The study portraying the facts that biological evidences are accepted and considered in different courts and reconciliation centers but shariah rulings have some specific restrictions and conditions for biological evidences as little change and variation or ambiguity alter the case as well as shariah rulings. So this research paper will help out in highlighting the pros and cons of the matter coupled with suggestion and recommendation in this regard.

Keywords: DNA, matter, Allah, sustainability. Al-Quran, phenomenal

- لیکچرر، شعبہ اسلامیات، کوہاٹ یونیورسٹی سائنس اینڈ ٹیکنالوجی
- ** لیکچرر، شعبہ اسلامیات، کوہاٹ یونیورسٹی سائنس اینڈ ٹیکنالوجی
- *** لیکچرر، شعبہ اسلامیات، کوہاٹ یونیورسٹی سائنس اینڈ ٹیکنالوجی

دور حاضر میں سائنس کے ترقی کی وجہ سے بہت سے نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ جسکی وجہ عام لوگ افراتفری کی شکار ہوتے رہتے ہیں۔ یہ مسائل اسلام کے کسوٹی پر جانچنے کے بعد معلوم کئے جاتے ہیں۔ کہ ان میں جو کونسے مسائل شریعت کے موافق اور متصادم ہوتے ہیں۔ سائنس چاہے کتنی بھی ترقی کرے۔ لیکن شریعت ایک جامع دین کا نام ہے، جو اپنے اصول اور قوانین حامل ہے۔ دور جدید کے سائنسی مسائل میں DNA ٹیسٹ کا مسئلہ سر فہرست ہے۔ جو انسان کے بارے میں ہر قسم کے معلومات مہیا کرتے ہیں۔

DNA کی تعریف:

یہ تین لفظوں کے Abbreviations ہے۔ جسکا فل فارم De Oxy ribose Nucleic Acid ہے۔ یہ ایک قسم کے مالیکیول ہے جو عام جانداروں کے خلیوں میں پائے جاتے ہیں۔ انسانی جسم میں دو سو قسم کی 100 ٹریلین خلئے ہوتے ہیں جن کے Nucleus کے اندر DNA اور اوپر RNA ہوتا ہے۔

علم کے لحاظ سے علم جنیات genetic سے تعلق رکھتا ہے۔ انسان کے اندر ایک سو ٹریلین خلئے ہوتے ہیں خلیوں کے درمیان مرکزہ ہوتی ہے۔ جن میں ڈی این اے مالیکیول ہوتے ہیں۔ جو نسل در نسل حصوصیات کے انتقال کا کام کرتی ہے۔

DNA کی طرح علم قیافہ بھی ایک علم ہے۔ جس کے ذریعے کسی کے بارے میں معلومات حاصل کئے جاتے ہیں۔

علم قیافہ کا تعلق ظن اور تخمین سے ہے لیکن ڈی۔ این۔ اے کا تعلق مشاہدہ اور تجربہ سے ہے۔

تاریخی پس منظر: DNA کی دریافت سوئس کے ایک ڈاکٹر فرائڈ مسچر / مشر (Firid Mescher) نے 1869ء میں دریافت کیا۔ جب اس نے ایک مریض کے پٹی پر پیپ چیک کر رہا تھا۔ تو خوردبین کے ذریعے وہاں سفید خلیوں میں ایک پیچیدہ چیز نظر آیا۔ جو نیوکلک ایسڈ کے نام سے مشہور ہوا۔ 1929ء میں سائنسدانوں نے واضح کیا کہ نیوکلک ایسڈ ایک چیز نہیں بلکہ یہ دو چیزیں ہے۔ ایک مالیکیول کو RNA اور دوسرے کو DNA کا نام دیا گیا۔ RNA مرکزہ سے باہر چھوٹے اور DNA مرکزہ کے اندر ہوتے ہیں۔ سائز کے لحاظ سے لمبے ہوتے ہیں۔ 1953ء سے 2003ء تک اس پر بہت کام ہوا۔

DNA کا کام: اس کا کام خاندانی توارث کو نقل کرنا ہے۔ جس میں اوصاف، بیماریاں، عادات، خوبیاں و خامیاں ،خیر و شر کی تمیز اور حصائل شامل ہے۔ نیز ماضی اور حال اور مستقبل کے بارے معلومات بھی مہیا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جسم کے مختلف اعضاء کی کنٹرول اور اپنی کاموں پر مرکوز رکھنا ان کا کام ہے۔ خلیوں کے باہر موجود RNA ،DNA کے ماون ہے۔ ان دونوں کی مثال ایک عمارت کی طرح ہے۔ جہاں ایک ٹھیکہ دار ہو تا ہے اور ایک انجنیئر۔ انجنیئر کا کام نقشہ اور اصول جاری کرنا ہو تا ہے۔ اور RNA ٹھیکیدار کی طرح لیبرز کو مواد مہیا کر ہو تا ہے۔ تو کام کے لحاظ سے DNA انسانی جسم میں اہم کا انجام دیتے ہیں۔ انسانی زندگی کا بقا اسی وجہ ہے۔ یہ والدین سے بچوں کو کروموسوم کے ذریعے منتقل ہوتے ہیں۔ جس میں نر اور مادہ 23 ,23 کروموسومز اولاد کو منتقل ہو کر تولد و تناسل کا سلسلہ جاری کھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے اکثر اولاد والدین کے ہم شکل ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ جسم کی نگرانی، اعضاء کو ہدایات دینا ان کے کاموں میں سے ہے۔

دور جدید میں یہ سائنس کی بہت اہم پیش رفت ہے۔ جس پہلے زمانے میں finger print ہو تا تھا۔ وہ بعض وجوہات کی بناء پر ناکام ہوا۔ جس کے ذریعے جرائم وغیرہ کی نشاندہی ہوا کرتا تھا۔ وہ لوگ جو جرائم میں ملوث تھے انہوں اپنے انگلیوں کی لکیریں رگڑنے سے اور جلانے کے ذریعے صاف کئے۔ تاکہ انکی نشاندہی ناممکن ہو جائے۔ لہذا یہ سلسلہ ناکام ہوا۔

DNA کے متعلق سائندانوں کا دعویٰ ہے۔ کہ اس کے نتائج ٪100 درست ثابت ہوتے ہیں۔ کیوں کہ سب انسانوں کی ٪99.3 DNA بالکل ایک جیسی ہے۔ اسی وجہ سے بچوں اور والدین کے درمیان عادات، صفات وغیرہ میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ لیکن 0.7 فیصد مختلف ہے اس اختلاف کی وجہ انکے بعض اوصاف ایک دوسے سے مختلف ہوتے ہیں۔ اوران کی پہچان ہوتی ہے۔

DNA کی اہمیت:

موجودہ دور میں سائنس کی ترقی کا اہم پیش رفت DNA ٹیسٹ کی ایجاد ہے۔ ایک اندازے کے مطابق امریکہ میں وکلاء تنظیم (Innocent Project) نے مجرموں کی DNA فائل بینک میں سے 300 مجرموں کو ڈی۔ این۔ اے ٹیسٹ میں عدم معلومات پر رہا کر دیئے۔ جن میں 18 مجرموں کو سزائے موت بھی جاری کر دیئے

گئے تھے۔ اس کے علاوہ جسمانی اور خاندانی بیماریوں کا ادراک اس کے ذریئعے ممکن ہے۔ اسی وجہ سے مغربی ممالک نے اس کے رزلٹ کو قانونی حیثیت دی ہے۔[1]

اسلام کے DNA کو بطور شہادت پیش کرنا: اسلام ایک الہامی اور جامع دین ہے۔ اس کے لئے وضع کردہ حدود ،احکام اور طریقے بھی الہامیہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وضع کئے گئے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ "الا یعلم من خلق وھو الطیف الخبیر"[2]

ترجمہ: کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا۔ اور وہ باریک بین باخبر ہے۔

اسلام نے کچھ چیزوں کو جائز اور کچھ کو ناجائز قراد دیئے ہیں۔ مثلاً ربا حرام اور بیع جائز۔ مسلمان پر ان کا ماننا ضروری ہے۔ جاننا نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں ایسا کیا۔ اس میں میری فائدہ ہے یا نہیں۔

اسلام عبادات، معاملات، احسان عدل، عقائد، جائز و ناجائز حسن اخلاق وغیرہ کا مجموعہ ہے۔ چونکہ انسان زمیں میں اللہ تعالی کا نائب ہے۔ اس اسکے ذمے کچھ ذمہ داریاں بھی ہے۔ جن کے نبھانے دنیا اور اخرت کی کامیابی اور خوشحالی یقینی ہے۔ معاملات کے سلسلے شرائع نے چار 4 چیزوں کو وضع کئے ہیں۔ اور انکے مطابق فیصلہ کیا جا ئیگا۔ جو تمام معاملات میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔

1: گواہی / شہادت 2: یمین / قسم 3: اقرار 4: کتابت

1: گواہی *(Affirmation)*: شہادت متعلق بھی دین اسلام نے اپنے قوانین رائج کیے ہیں۔ کسی بھی معاملے مدعی کے ساتھ کم از کم دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ جب گواہان مرد ہو۔ اگر دونوں مرد نہ ہو۔ تو ایک مرد اور اور دو عورتوں کا ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ نکاح میں دو بینہ کا ہونا ضروری ہے۔

گواہ یا بینہ اس شخص کو کہتے ہیں۔ جس نے وہ واقعہ خود اپنی انکھوں سے دیکھی ہو۔ اور اس پر خبر بھی ہو۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے۔ "ولا تکتمو الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ اثم قلبہ"[3]

ترجمہ: اور گواہی کو مت چھپاو اور جس نے چھپایا اس کا دل گناہ گار ہے۔

یا یھاالذین امنوا کو نواقوامین بالقسط شھدا ء للہ ولو علیٰ انفسکم اولوالدین والاقربین،،[4]

ترجمہ : اے: ایمان والوں : انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لئے گواہی دینے والے ہو جاو۔ اگر چہ گواہی تمھاری اپنی ہی ذات پر یا والدین یا رشتہ داروں پر ہو۔ اگروہ شخص امیر ہے یا غریب ہے۔ جس کے لیے گواہی دے رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان سے بہتر ہے۔

ارشادبنوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

لیس الخبر کلمعائنۃ[5]

(یعنی واقع کے متعلق معلومات انکھوں سے دیکھنے کے برابر نہیں۔

2: یمین / قسم: شرعی معاملات میں جہاں گواہوں کی موجودگی ناممکن ہو. وہاں مدعیٰ علیہ کو قسم دینا ہو گا۔ کہ فلان شے کا مالک ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ارشاد نبوی ہے۔ البینۃ علیٰ مدعی الیمین علیٰمن انکر [6]

ترجمہ: مدعی پر گواہان اور منکر کرنے والے پر قسم ہے۔ گواہوں کو پیش کرنا ضروری ہے۔ اگر اس کے پاس بینہ نہ ہو۔ تو مدعیٰ علیہ قسم کرنے بعد فیصلہ اسکے حق میں کیا جائیگا۔

3: اقرار: اقرار کا مطلب ہے۔ اعتراف کرنا۔ شرعی معاملات میں اقرار کرنے سے ثبوت لازم ہو تا ہے۔ اس میں گواہوں، قسم اور قرائن کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ بعض صحابہ کرام سے اس قسم کے واقعات منقول ہے۔ ایک صحابی سے زنا کا گناہ صادر ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے جرم کا اعتراف کیا۔

1۔ مدعی: وہ شخص ہے۔ جو کسی چیز کا دعویٰ کرلے یا دعویٰ ختم کرنے پر مدعیٰ علیہ اسکی گرفت سے آزاد ہو جاتا ہے۔ 6 مدعیٰ علیہ: وہ ہے۔ مدعی کا جواب دہ ہو۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ے اس پر حد جاری کیا۔ اسی وجہ اقرار کرنے سے ثبوت لازم ہو تا ہے۔ مقر جس چیز کا اقرار کرلے وہ اس کے ذمے لازم ہو تا ہے۔

DNA ٹیسٹ سے اگر کوئی شئے ثابت ہو جائے۔ تو وہ اقرار کے مترادف نہیں۔ مثلا ایک جگہ میت کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ اسکے قاتل کا کوئی پتہ نہیں۔ اب ڈی۔ این۔ اے کی مدد سے قاتل تک رسائی ہوئی۔ لیکن وہ قاتل اس سے انکار کرتا ہے۔ تو اس میں دو احتمالات ہیں۔

1: قاتل سزا سے بچنے کے لئے جھوٹ بول رہا ہے۔

2:اس یقینی طور پر پتہ نہیں کہ وہ اسکا قاتل ہے۔ مثلاً ہوائی فائرنگ کرنے گولی اس پر لگ گئی۔ اور قاتل کو پتہ بھی نہیں کہ وہ اس کا قاتل ہے۔ یا شکار کرتے ہوئے۔ گولی اس پر لگ گئی۔ جس سے وہ قتل ہوا۔ تو یہ اس کی سچائی کو ثابت کرتا ہے۔ تو اس صورت میں نہ گواہان موجود ہے۔ نہ ہی اقرار۔ اب مسئلہ مشتبہ ہوا۔ تو دوران اس پر قاتل کے لئے سزا تجویز کرنا اسلامی اصول کے مخالف ہے۔

4: کتابت: کتابت بھی ایک ایسی ثبوت ہے۔ جو اسلامی معاملات میں اہمیت کا حامل ہے۔ قرآن مجید مین ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"یا الھاالذین امنو اذاتدینتم بدین الی اجل مسمیٰ فاکتبو اہ و الیکتب بینکم کاتب العدل .....[7]

ترجمہ: کتابت ایک مضبوط سند ہے۔ جس میں فریقین کے شرائط وغیرہ درج ہوتے ہیں۔ عام طور پر بیان خلفی کے نام سے موسوم ہے۔ اس پر گواہان کے نام دستخط وغیرہ بھی درج ہوتے ہیں۔

تو ان ہوتے ہوئے دوسری راہ اختیار کرنا مسائل کو جنم لیتی ہے۔ جن میں چند ایک درج ذیل ہے۔

DNA کے منفی پہلو:

1: DNA یا اس قسم کے دسرے سائنسی ذرائع جن کے نتائج Positive ہو Negative عقائد پر منفی اثرات چھوڑتے ہیں۔

2: یہ مشینی عمل ہے۔ اس کا نتیجہ سو فیصد درست ہونا یقینی نہیں۔ کیونکہ یہ خود بخود نتیجہ اخذ کرنے اہلیت نہیں رکھتا۔ بلکہ انسانی عمل سے کام کرتا ہے۔ انسان چاہے کتنا بھی ماہر ہو اسے غلطی سرزد ہو ممکن ہے۔

3: سائنس دانوں کے مطابق اس سے عادات۔ بیماریاں اور غیوب وغیرہ کی بخوبی اندازہ لگا جا سکتا ہے۔ تو ایک ٹیسٹ کرنے سے انسان کے اندر دوسرے غیوب وغیرہ اشکارہ کرنا تجسس ہے۔ جو ناجائز ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے۔ یاایھاالذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن انبعض الظن ان بعضالظن اثم و لا تجسسوا و لا تعتب بعضکم بعضا...... [8]

4: اس ٹیسٹ کے لئے DNA فائل بینک کا ہونا ضروری ہے۔ DNA فائل بینک وہ ریکارڈ بینک ہوتا ہے جس میں تمام لوگوں کی انفرادی اور خاندانی طور ریکارڈ محفوظ ہوتا۔ اس قسم کا ریکارڈ بنانا غیر معمولی کام ہے۔

DNAاور شرعی مسائل کی چند مثالیں:

1: جنون: اگر مرد کو جنوں لاحق ہو ہو اسکی بیوی فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ فقہاء نے نکاح کے فسخ میں جنون جزام اور برص وغیرہ ذکر کیئے ہیں۔

بدائع الصنائع میں اسکے متعلق علامہ کاسانی تحریر فرماتے ہیں۔

خلوه من كل عيب لا يمكنها المقام معه الابضرر كالجنون والجذام والبرص شرط لزوم النكاح حتى يفسح به النكاح۔[9] ترجمہ: مرد کا ہر اس عیب سے خالی ہونا لازمی طور پر نکاح باقی رہنے کی زرط ہے جس کی وجہ سے عورت کا اس کے ساتھ رہنا دشوار ہو۔ جیسے جنوں، جذام اور برص یہاں تک کہ اس کی وجہ سے نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے۔

اگر DNA میں کسی شخص کی جنوں بتایا گیا۔ تو اسمیں فقہاء کے دو اقوال ہے۔ 1: جنوں مطبق 2: غیر مطبق

1: جنون مطبق: وہ جنوں ہے جو دائمی ہو۔ اس میں عورت کو فوری اختیار ہے کہ وہ نکاح کے فسخ کرنے کا مطالبہ کرے۔

2: غیر مطبق: وہ جنوں جو وقفے وقفے طاری ہوتا ہے۔ اس میں خاوند کو ایک سال علاج کرنے کی مہلت دی جاءیگی اگر علاج ممکن ہو اور اسکے اثرات مثبت ظاہر ہو جائے۔ عورت کی اختیار ختم ہو گی۔ ورنہ عورت کی اختیار باقی رہیگی۔ کہ وہ خاوند کے ساتھ رہنا چاہے یا علیحدہ۔

2: DNA اور لعان:

اگر خاوند نے بیوی پر تہمت لگائی اور اپنے بچے کی اپنی طرف سے نفی کی۔ تو عدالت ان کو لعان کرنے کا حکم دیگا۔ اگر انہوں نے لعان کیا تو بچہ ماں کی طرف منسوب کی جائیگی. اگر DNA میں بچے کی نسب والد کی طرف منسوب ہو۔ تب لعان بر قرار رہے گا۔ اور بچہ ویسے ہی ماں کی طرف منسوب رہیگا۔ کیونکہ یہ نص سے ثابت ہے۔ اور نص کے ہوتے ہوئے قرائن کو کسی قسم کی ترجیح نہیں دی جائیگی۔

لعان کا حکم قرآن مجید اور طریقہ: لعان کا مقصد یہ کہ اکوئی خاوند اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے یا اپنے بچے کی نسب سے انکار کریں۔ تب عدالت انکے درمیان علیحدگی کا فیصلہ کریگا۔ اور بچہ ماں کی طرف منسوب ہو گا۔

لعان کا حکم قرآن مجید سے ثابت ہے۔"والذین یرمون ازواجھم ولم یکن لھم شھداء الا انفسھم فشھادۃ احد ھم اربع شھادۃ[10]

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائے اور ان کے پاس اپنی جانوں کے علاوہ گواہ نہ ہو۔ تو یہ تہمت لگانے والا اللہ کی قسم کھا کر چار مرتبہ یوں کہے گا۔ کہ وہ سچوں میں سے ہے۔ اور پانچویں مرتبہ یوں کہے گا کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر جھوٹا ہو۔ اور عورت کی سزا اس طرح ٹل جائیگی۔ کہ اللہ کی قسم کھا کر چار مرتبہ یوں کہے کہ وہ جھوٹوں میں سے ہے۔ اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ اللہ کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ اگر یہ سچوں میں سے ہے۔

لعان کا حکم: لعان کا حکم یہ کہ قاضی یا عدالت ان کے درمیان تفریق کریگا۔ اور اور نومولود بیوی کو دی جائیگی۔

شرائط لعان: لعان کے چند شرائط ہے۔(1) جو فقہی کتابوں میں ذکر ہوئے ہیں ان میں چند ایک ذیل میں درج ہیں۔

3: لقیط کا مسئلہ: لقیط وہ بچہ ہوتا ہے جس کے نسب کے متعلق کوئی معلومات نہ ہو۔ اگر ایک شخص اسکا دعوی کرے تو ثبوت فراہم کرنے پر اسے دیا جائیگا۔ اگر چند افراد اس نے دعوی کی اور کسی کے پاس ثبوت نہ ہو۔ تو جس کی طرف اس کی DNA منسوب ہو۔ اس سے دیا جائیگا۔ یہاں بچے کی صحت کا حیال اور اس کے مستقبل کے پیش نظر DNA کو ترجیح دی جائیگی۔ خاندانی نسب کے بغیر کسی کی زندگی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ سورۃ فرقان مین ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ " وھو الذی خلق من الماء بشر فجعلہ نسبا وصہرا[11]

ترجمہ: اور وہ ہے جس نے پانی سے انسان بنایا اور پھر اسے نسب اور سسرالی قرابت سے دیا۔

لہذا اسے ڈی این اے ٹیسٹ پر نسب کو ترجیح سی جائیگی تاکہ بچے کی نسب محفوظ ہو اور تہمتوں سے بچ جائے۔

1: بیوی بالغ اور عاقل ہو۔ 2: خاوند بالغ اور عاقل ہو۔ 3: شوہر گونگا نہ ہو۔ اگر گونگا ہو تو اس کے اشارے پر لعان کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔[12]

خلاصہ: جدید سائنسی علوم کی ترقی میں DNA ایک ایسی حقیقت ہے جس کے افادات اور اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ڈی این اے کی بدولت انسان کی خوبیاں اور خامیاں با آسانی معلوم کئے جاسکتے ہیں۔ اور ساتھ ہی تولد اور تناسل کا سلسلہ ڈی این اے کے مالیکیول کی وجہ سے جاری اور ساری ہے۔ یہ خلیوں کے مرکزہ میں پائے جاتے ہیں۔ جو مرکب خوردبیں یا مائیکرو خوردبین کے ذریعے دیکھے جاسکتے ہیں۔

بعض مغربی ممالک میں اسے قانونی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے ذریعے حاصل کردہ معلومات پر فیصلے کئے جاتے ہیں۔

لیکن اسلام اس کی کوئی خاص وقعت نہیں۔ البتہ قرائن کے طور پر پیش کرنا اور تفشیش میں معاونت حاصل کرنا درست ہے۔

اسلامی معاملات میں جہاں کسی مسئلے کے بارے میں نص موجود ہو قرائن کو ترجیح نہیں دی جائیگی لیکن جن مقامات میں واضح نص موجود نہیں وہاں قرائن سے سے استفادہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ڈی این اے ایک مشین کے ذریعے ہونے والے عمل کا نام ہے۔ جس سے تجربہ اور علم کی ضرورت پڑتی ہے۔ علم اور تجربہ کے ساتھ ساتھ علم کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ علم اور تجربے کہ باوجود اس غلطی کا صدور خارج از امکان نہیں۔ کیونکہ انسان چاہے کتنا بھی ماہر ہو اس سے غلطی ہونا ممکن ہے۔

حوالہ جات

---

[1] DNA test ki Shari Hasiyat
[2] Surah Mulk Ayat 14
[3] Surah Al-Baqara Ayat 283
[4] Surah An Nisa Ayat 135
[5] waynazar muslim l2h 79 ktab alsiyam bab raqm (h)
[6] mashkat almasabiyh, bab al'aqdiyt walshaھadati, alfasl al'awwla, sa:326, ta: almuktabat al'ashrufyt dywband
[7] Surah Al Baqarah Ayat 282
[8] surah alhujurat Ayat 12
[9] badayie alsanayie fay tartayb alsharayie 2ktab alnakah fasl sum shurut alzuwm alnakah sa639
[10] Surah An Nur Ayat 8
[11] surah alfirqan Ayat 54
[12] Shari'ah Hudud ṣi Qisas p. 112